سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳؎)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے
ایڈیٹر انچیف ۱۲ وارث روڈ لاہور
پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر میکلوڈ روڈ لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے بکلاک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینیجر۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔
مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء	نمبر ۲۸

غزل

جناب نصیر کے قلم سے

مژدہ بادا اے عندلیبِ عاشق ناکامِ گل — مژدہ صحنِ چمن باز آمد از اقدامِ گل
وقعتِ محبوب جز عاشق نے داند کسے — از دلِ بلبل بپرس لے بوالہوس اکرامِ گل
طورِ بزمِ عیش بر وضعے نے ماند بجا — در چمن دو روزہ آمد رونقِ ایامِ گل
از سرِ کبر و رعونت بر زمیں دامن مکش — دیدۂ عبرت کشا نظارہ کن انجامِ گل
زیبِ باغِ عالم است از طبع ہائے مختلف — زینتِ صحنِ گلستاں ہست از اقسامِ گل
مر گر خواہی سلامت سیرِ خود پوشیدہ را — خود وبالِ جان او شد از طشت از بامِ گل
از فریبِ دوستانِ خودنما غافل مباش — حلقہ ہائے عنادل گشت آخر دامِ گل
گر نباشد صحبتِ ساقی نے خواہیم ما — ابرِ باراں سیرِ گلستاں جامِ مل ہنگامِ گل
نامِ محبوبِ خدا ار اوردِ خود ساز م نصیر — ہست تا وردِ زبانِ عندلیباں نامِ گل

پکی فصل پر مزدوروں کی ضرورت

عرصہ ساڑھے تین سال میں جب خداوند یسوع مسیح بمع اپنے شاگردوں کے اس کام کو جو روزِ ازل سے اس کے لئے مخصوص کیا گیا تھا سر انجام کرتا اور اپنے آسمانی باپ کی بادشاہت کی منادی قریہ بقریہ اور شہر بشہر کرتا پھرتا تھا۔

اور قدرتِ کاملہ سے بیماروں کو شفا اور ناتوانوں کو توانائی کمزوروں کی کمزوریوں کو رفع کرتا تھا۔ اس وجہ سے بہت سی بھیڑ اس کے پیچھے لگی رہتی تھی۔ متی ۹: ۳۷۔ ۳۸۔ جب اُس نے بھیڑ کو دیکھا۔ تو اپنے شاگردوں کو تعلیم دینے لگا۔ کہ فصل تو بہت ہے۔ مگر مزدور بہت تھوڑے ہیں۔ یہاں فصل سے اُس کی مراد بنی نوع انسان ہیں کیونکہ اس سے پیشتر لکھا ہوا ہے۔ کہ جب بھیڑ کو دیکھا تو اُس کو ترس آیا کیونکہ وہ اُن بھیڑوں کی مانند ہیں۔ جن کا کوئی چرواہا نہیں۔ تو مسیح نے کہا فصل تو بہت ہے مگر مزدور تھوڑے ہیں مسیح نے بنی نوع انسان کو فصل کہا۔ یہ صرف ایک دفعہ نہیں کہا بلکہ فصل کا خیال اُس کے دل میں شروع سے بیٹھا ہوا تھا۔ جس وقت دوبارہ شاگردوں کو اور ستر شاگردوں کو بھیجتا ہے تو اُس وقت اُس کی زبانِ مبارک سے نکلا کہ فصل تو بہت ہے مگر مزدور تھوڑے ہیں۔ اس لئے فصل کے مالک کی منت کرو کہ وہ اور مزدور بھیجے۔ یوحنا ۴: ۳۵ میں کہتا ہے کہ فصل کے آنے میں ابھی چار ماہ باقی ہیں۔ تم اپنی نظریں اوپر اُٹھاؤ۔ اور فصل پر نظر کرو کہ پک گئی ہے فصل سے اُس کا مطلب انسان تھے۔ جب اُس نے بھیڑ کو دیکھی تو صرف بھیڑ پر اُس کی نظر نہ پڑی۔ بلکہ کل زمانوں کی گروہوں پر۔ کیونکہ کل گروہیں اُس کی فصل تھیں۔ اس آیت کی تقسیم چار حصص میں کی جاتی ہے (۱) فصل تو بہت ہے (۲) مزدور کم ہیں۔ (۳) فصل کے مالک کی منت کرو کہ مزدور بھیجے (۴) دعا کا جواب۔ جب مسیح خداوند نے فصل کو لفظ استعمال کیا تو اُس کے کئی ایک معنے تھے۔ اس میں کثرت کا خیال تھا۔ یعنی بہت لوگ میں ان کی تعداد بڑی تھی۔ جس طرح فصل کا انسار

بہت ہوتا ہے۔ جس طرح ہم کسی کھیت کے پودوں کا شمار نہیں کر سکتے۔ یہی مطلب مسیح خداوند کا تھا۔ یعنی گناہگار گروہیں بہت ہیں۔ چند سال گذرے۔ کہ ہندوستان کی آبادی تیس کروڑ تھی۔ اس سے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ہمارے لئے کتنی فصل ہے۔ اسی طرح مسیح نے دیکھا۔ نہ صرف تھوڑے آدمیوں کو بلکہ تمام ملکوں اور براعظموں پر اس کی نظر پہنچی۔ اُس نے زمانوں کو دیکھا تب اُس کو ترس آیا اور کہا فصل تو بہت ہے۔

فصل قیمتی ہوتی ہے۔ اس کے معنوں سے مُراد بنی نوع انسان کی جانیں تھی۔ اس لئے مسیح نے بھیڑ کو فصل کہا۔ ان کو پتھر اور ریت نہیں کہا۔ کیونکہ فصل قیمتی ہوتی ہے۔ اس کے برابر کسی چیز کی قیمت نہیں ہوتی۔ مسیح نے بھی ایک دفعہ کہا کہ اگر آدمی سب کچھ حاصل کرے اور اپنی جان کو کھووے تو کیا فائدہ کیونکہ وہ ایک جان کی قیمت نہیں ہو سکتی۔ مسیح نے ایک جان کے بدلے سب کچھ دے دیا۔ قیمت اُسی قدر ہوتی ہے جس قدر وہ چیز ہوتی ہے مسیح کا خون بے حد تھا۔ اس لئے اس کی قیمت بھی بے حد تھی۔ پارس کی کہانی سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ جب وہ مر گیا تو سونا اُس کے لئے کیا قیمت رکھتا تھا۔ مسیح کا یہی مطلب تھا کہ وہ قیمت میں بے حد ہوتی ہے (۲) فصل خطرے کی حالت میں ہوتی ہے۔ اُس کے لئے بہت سے زمینی اور آسمانی خطرات ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر پکی ہوئی فصل پر اولے پڑ جائیں یا مینہ برس جائے تو فصل برباد ہو جاتی ہے۔ اگر وقت پر نہ سنبھالا جائے تو نقصان ہوتا ہے مسیح کے دل میں یہ راسخ خیال تھا کہ وہی پُرانا سانپ جنہیں اپنی فوجوں کو ہر وقت انسان کے مقابلے میں تیار کئے ہوئے ہے۔ تا کہ نقصان پہنچائے۔ اس سے مسیح خداوند نے کہا فصل کی طرف اپنی نظر اُٹھاؤ اور دیکھو وہ پک گئی ہے۔ اگر ہم جوش و خروش سے وہاں پہنچیں تو لوگ آوینگے۔ پھر ایک اور خیال یہ تھا کہ وہ سنبھالی جائے کسان لوگ اگر فصل کے موقع پر ہفتہ یا دو ہفتہ آرام کریں اور اُس کے سنبھالنے میں سستی کریں تو وہ خراب ہو جائیگی۔ چونکہ فصل کے موقع پر بہت کام کی زیادتی ہوتی ہے۔ اور ہر مرد و زن بچہ اُس کو سنبھالتے ہیں یہی کیفیت گناہگار انسانوں کی ہے۔ جن کی حالت کو مسیح نے شاگردوں پر ظاہر کیا کہ فصل بہت ہے۔

ہندوستان کی آبادی کے لحاظ سے کل عیسائی آبادی ۲۷ لاکھ ہے اور اگر رومن کیتھلک ملا کر۔ ان میں سے بھی لائق فائق گنیں تو بہت تھوڑے ہیں۔ بلا شک مزدور تھوڑے ہیں۔ جان توڑ کر محنت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

مسیح نے مزدور کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ سب محنت کرنے والے ایسے نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض صرف دن ختم کرنے والے ہوتے ہیں مسیح کا مطلب ایسے مزدوروں سے نہیں۔ بلکہ جانفشاں مزدوروں سے ہے۔ جدعون کی مثال سے آپ پے واضح ہو جائیگا کہ جان توڑ کر محنت کرنے والے بائیس ہزار میں سے صرف تین سو تھے وہ محنت کش تھے۔ اس لئے یہاں محنتی اور خدمت کرنے والے مزدور چاہئے۔ اس لئے مسیح فرماتا ہے کہ مزدور درکار ہیں۔ مزدوروں کی قیمت بھاری ہوتی ہے۔ مزدور کا کام عظیم یہ ہونا چاہئے کہ فصل کاٹی جاوے یہ نہیں کہ گھر بیٹھا رہے۔ بلکہ فصل کاٹنے کے لئے فصل کی جگہ جاوے۔ مزدور کاٹنے کا کام اچھی طرح جانتا ہو۔ تاکہ اُس کو کاٹے۔ بعض آدمی صرف چندہ دیتے ہیں اور بندگی میں کلام سننے نہیں آتے ہم اپنے نفع کی خاطر ان کو دیندار تصور کرتے ہیں مزدور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ کاٹنے والا ہو۔ نہ صرف کاٹنے والا بلکہ اُس کو جمع کرنے والا ہو۔ بعض آدمی جمع کرنے کی بجائے بکھیرتے ہیں۔ ایسا مزدور مزدور نہیں ہوتا۔ مزدور کا کام کاٹنا اور جمع کر کے آسمان تک پہنچانا ہے۔ اس لئے مسیح مزدور کا لفظ استعمال کرتا تھا کہ انجیلی خدمت کرنے والے غرور نہ کریں۔ اور لفظ بھی ہیں جس سے اُن کی عزت ہوتی ہے۔ جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے۔

کہ فصل کے مالک کی منت کرو کہ وہ مزدور بھیجے یعنی مالک کے آگے استدعا کرتے رہو کہ اے فصل کے مالک مزدوروں کو بھیج تاکہ فصل خراب نہ ہو وہ مالک ہے وہ باپ ہے۔ اُس کے آگے ہم دُعا کر سکتے ہیں۔ اُس کے روبرو اُس کو کہہ سکتے ہیں کہ فصل کے لئے مزدور بھیجے۔ اگر وہ ہمارا باپ ہے تو باپ کی فصل کاٹنا ہمارا فرض اولین ہے۔ اُس کو سنبھالیں تاکہ وہ خراب نہ ہو۔ اگر میں باپ کا کام نہ کروں تو میں باپ کا بھیجا ہوا نہیں۔ فصل سنبھالنے کے لئے ہم منت کرتے رہا کریں۔ شاگردوں کو بھی مسیح نے کہا کہ دعا مانگو۔ وہ اُسی وقت دعا مانگنے لگے کہ اے کھیت کے مالک مزدور بھیج۔ ایک دو دن کے بعد مسیح نے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ اُسی وقت وہ اُن دعا مانگنے والوں کو بھیجتا ہے۔ اگر دعا مانگنے والے نہ جاویں تو کون جاوے۔ مسیح نے اچھا علاج کیا کہ دُعا مانگنے والوں کو پہلے بھیجا۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم ہی جائیں اور جا کر جمع کریں۔ یاد رکھو مسیح نے کہا کہ جو میرے ساتھ جمع نہیں کرتا وہ بکھیرتا ہے۔ یا یوں کہو کہ فصل کو خراب و برباد کرتا ہے۔ جو اکٹھا نہیں کرتا مسیح اُس کو بکھیرنے والا روحوں کا کہتا ہے ہم لاپروا نہ ہو دیں۔ اگر ہم لاپروا ہیں تو حزقی ایل ۳۳: ۶ کے مطابق اُن کے خون کی باز پرس ہم سے کی جاویگی۔ جو جمع نہیں کرتے خدا اُن سے پوچھیگا کہ اے قائن تیرا [illegible]

نور افشان

مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء

پیغام صلح کا ملشئے اور مسیحیت

ملشئے نے مسیحیت پر فتوے دیکر کوئی نیا کام نہیں کیا صرف مسیحیت کے قدیمی مخالفوں کے فیصلوں کو بہتر صورت میں دہرایا ہے۔ وہ مسیحیت پر اپنے قہر وغضب کا اظہار کرکے زمین پر قیام مردہ پرستی کی فنا پر نالاں ہے اس نے اسباب کو خوب غور سے دیکھا کہ مسیحیت کے بانی نے زمین پر عدم تشدد اور عدم تعاون کی جنگ جاری کرکے اقوام دہر کے خونخوار خود پرست ظلم پرور حکمرانوں کی پرستش و خدائی کو خاک میں ملا دیا۔ اُن کے جبر و تشدد کا نام و نشان مٹا دیا۔ ان کی وحشتوں اور بد اخلاقیوں کا جنہیں وہ اعلےٰ اخلاق کے نام سے موسوم کرتا ہے ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ اُن کے مظالم اور باطل مذاہب اور معبودوں کا اور ان کی ناپاک عبادتوں کا ہمیشہ کے لئے ایسا سدباب کر دیا ہے کہ وہ بند دروازے پھر بنی آدم پر کبھی نہ کھلینگے۔ تشدد پسند ملشئے مسیحیت کے ان کارہائے عظیم کو دیکھ کر مسیحیت کی عدم تشدد اور عدم مزاحمت کی فتوحات پر غور کرکے اگر وہ عمر بھر مسیحیت کو کوستا رہتا تو بھی یہ کی بڑی گستاخی نہ تھی اگر وہ بار بار جنم لیکر تا قیامت مسیحیت کو کوستا رہتا تو اس کے لئے کم تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مسیحیت کا بانی جو عدم مزاحمت یا عدم تشدد کی کند تلوار کمزور بنی آدم کے ہاتھوں میں بخشا گیا ہے۔ وہ اور اس کی فتوحات ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ تشدد و جبر کی تمام قوتیں ان فتوحات پر تا قیامت غلبہ حاصل نہ کر سکینگی ہم صدق دل سے ملشئے کو ان معاملات میں شکست خوردہ پر راست گو مخالف ماننے کو تیار ہیں۔

پر پیغام صلح تو فرمائے کہ وہ کون سے بل بوتے کے زور پر ملشئے کے مقالات کو ہمارے روبرو لایا تھا اُس نے کیا سمجھ کر اُسے مسیحیت کی مخالفت میں بطور شاہد دیگراں پیش کیا تھا۔ اُسے یاد رکھنا تھا کہ اُن کا پیر و مرشد مسیح موعود کے دعوے کے ساتھ قادیان سے کھڑا ہوا۔ اُس نے ہند کی مسیحی حکومت کی نسبت اور مسیحیوں کی بابت اعلان کیا کہ مسیحی حکام اور مسیحی دجال ہیں۔ باوجود اسلام مروجہ میں جہاد و مقاتلہ کے مباح ہونے کے تو بھی دجالوں سے جہاد نہ کیا۔ جہاد کی تعلیم سے کنارہ کشی اختیار کرکے عدم مزاحمت یا عدم تشدد پر کاربند ہو گئے۔ دجالوں کی حکومت کی اطاعت کو نعمت خدا سمجھ بیٹھے۔ دنیا اس بات کی منتظر رہ گئی کہ قادیانی مسیح موعود دیکھیں کب دجال سے جنگ کرکے اُس کی تمام طاقت کا خاتمہ کرتا ہے۔ مگر آپ نے عدم تشدد کے دائرہ سے باہر قدم نہ نکالا۔

مرزا صاحب کے بعد آپ کے مریدوں کی پشت اوّل بھی خاتمہ کے قریب مگر وہ بھی اپنے پیشوا کی طرح مسیحیت اور مسیحیت کے بانی کو پانی پی پی کر کوستے رہے ہیں۔ پر ہند کی خواندہ آبادی آج تک جانتی ہے کہ احمدیوں کی حیات و بقا مرزا صاحب کی پیروی میں نہیں پر اسرائیلی یسوع مسیح کی انجیل کے اصول عدم تشدد و عدم مزاحمت کی پیروی کرنے میں ہے۔ یہ احمدی اصحاب جس درخت کے زیر سایہ زندہ ہیں اُسی کے جڑیں کاٹنے کے مدعی ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے اور اپنی تحریرات سے مسیحیت کی مسیحیت کے بانی کی مسیحیت کی بائیبل کی مسیحیت کے معتقدوں کی نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر حیات و زندگی کے بچاؤ کے لئے انجیل کے لاثانی اصول عدم تشدد و عدم مزاحمت میں پناہ لے رہے ہیں

اگر ہمارے احمدی دوست انجیل مقدس کے اصول مذکورہ کو مانکر زندہ نہیں ہیں۔ اگر اُن کے نزدیک انجیل مقدس کا اصول زیر نظر باطل ہے۔ اگر اُن کے نزدیک انتقام کا اصول ہی درست ہے اور ظالم سے مقابلہ و مقاتلہ جائز ہے تو وہ کیوں امیر کابل پر چڑھائی نہیں کرتے ہیں۔ وہ کیوں اُن سے انتقام لینے کے لئے اُس پر فوج کشی نہیں کرتے۔ وہ کیوں ہندوستان میں مرتد کو موت سے بچانے کے لئے اپنے اخبارات کے صفحات سیاہ کرکے تضیع اوقات کرتے ہیں۔ اگر ظالم کا مقابلہ کرنا اُن کے نزدیک شرط انسانیت ہے تو احمدیت کے خلفاء کو چاہئے کہ وہ اپنے مریدوں کو جمع کرکے آج ہی کابل پر چڑھائی کریں۔ پھر دنیا خود ہی احمدیت کی صداقت کو پہچان لیگی۔ کیا الفضل۔ اور پیغام صلح امیر کابل کو الٹیمیٹم دیگا؟ دیکھیں ملشئے اور مرزا صاحب کے پیرو اس مشکل کو کیسے حل کرتے ہیں؟ وہ انجیلی اصول عدم مزاحمت و عدم تشدد میں پناہ لیتے ہیں یا مرد میدان بنکر امیر کابل سے مقتول احمدیوں کا انتقام لیتے ہیں؟

ہم اپنے ہمعصر پیغام صلح کو پھر یاد دلاتے ہیں۔ کہ یہ صرف مسیحیت ہی ہے جو اپنے مخالفوں اور مکذبوں کی حفاظت کرتی ہے۔ ان کے جان و مال کی محافظت کرتی ہے ان کو مذہبی آزادی دیتی ہے۔ زور آور ہو کر اپنے کمزور مخالفوں اور مکذبوں کو فنا نہیں کرتی جبر و تشدد سے اپنی اشاعت کرنا مکروہ جانتی ہے۔ پنڈت دیانند جی اور اس کے پیروؤں کو مرزا صاحب اور معتقدوں کو اور کمزور اقوام کو اپنے بچے جانتی ہے۔ پس ہم اپنے معزز دوست بلکہ بھائی سے ملتمس ہیں

کہ وہ تعصب اور ضد کو چھوڑ کر ہماری گذارش پر سوچے۔ اور اس بات پر خصوصیت سے غور فرمائے کہ اگر مسیحیت میں کل مذاہب کے لوگوں کے لئے آزادی موجود ہے اور آزادی بھی وہ جس کی ہمعصر پیغام صلح اپنے مزعومہ اسلام میں تلاش کر رہا ہے تو مسیحیت کو کیوں اسلام نہیں مانا جاتا۔ اس کی مخالفت و مکاذبت پر کیوں کمر باندھی جاتی ہے؟

ہمعصر آریہ گزٹ اور ہم

مسیحی حکمران عدم تشددی ہیں

ہمعصر آریہ گزٹ کا یہ ارشاد کہ انجیل کا مذہب "انتہائی عدم تشدد ہے" زرّ سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ کی مشکل اس صداقت کو تسلیم کرکے یہی تھی۔ کہ مسیحی اقوام انجیل کے مذہب پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ آپ کی اس مشکل کا ایک حد تک جواب دیدیا گیا ہے۔ باقی عنوان بالا کے ماتحت عرض کرتے ہیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم مسیحی اقوام اور مسیحی حکمرانوں کے عدم تشددی ہونے کا ذکر کریں۔ مناسب ہے کہ ہم اپنے مفہوم کے لفظ جبر و تشدد کے معانی و مطالب کو پھر یاد کریں۔ الفاظ جبر و تشدد سے ہماری مراد یہ ہے کہ جابر و شدّاد وہ ہے جو اپنے کمزور مخالفوں یا محکوموں کو حقوق انسانیت سے محروم کرڈالے۔ اُن کو اخلاقی آزادگی اور انسانی . . . مساوات سے محروم کرکے اُن سے وہ سلوک روا رکھے جو انسان سے ادنیٰ درجہ کے حیوانات سے روا رکھا جاتا ہو۔ اُن کے جان و مال کے نقصان کا معاوضہ و انتقام مقرر نہ کرے۔ اگر کرے بھی تو ادنےٰ درجہ کے حیوانات میں سے کسی حیوان کی جان کے نقصان کے برابر معاوضہ و انتقام مقرر کرے اور انسانی ترقی کے جملہ وسائل سے اُسے محروم کردیوے۔ اگر کوئی قوم یا کوئی حکمران اپنے کمزور مخالف انسانوں سے یا اپنے محکوم مخالفوں سے ایسا سلوک روا رکھے تو کہا جائیگا کہ وہ قوم یا حکمران جابر و شدّاد ہے۔ اور اس کا طرز عمل جبر و تشدد ہے۔

تشدد کی ایک مثال

اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ ہمارے آریہ باپ دادوں نے ہند کو فتح کیا۔ ہند کے اصلی باشندوں کو اپنے غلام بنایا۔ اُن کی بابت ہمارے آریہ باپ دادوں نے ایسے سلوک روا رکھے جو تشدد و جبر کی بہتر مثال ہیں۔ وہ قوانین منوسمرتی میں ملتے ہیں۔ جن کے موافق اچھوت اقوام سے جو ہمارے زمانہ تک پہنچی ہیں۔ آریوں کی نسل اب تک انہیں قوانین کے موافق ان سے سلوک کر رہی ہے اور ہٹانے سے نہیں ہٹتی ہے۔

یہ تو جبر و تشدد کی ایک مثال ہے جس پر کچھ لکھنا غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ اُن قوانین کو پڑھ کر ہمعصر آریہ گزٹ ہی فرما سکتا ہے کہ جبر و تشدد کی اس سے بہتر مثال کیا ہو سکتی ہے۔ ہمارا صرف اس قدر دعویٰ ہے کہ مسیحی اقوام اور اُن کے حکمران معانی کے جابر و شداد نہیں ہیں۔ اگر کسی مسیحی حکمران نے کبھی معانی مذکورہ کے جبر و تشدد سے کام لیا ہو تو اُس کا وہ خود ذمہ وار قرار پا سکتا ہے مسیحیت کا اس سے کوئی علاقہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پس ہم مسیحی اقوام کو اور اُن کے حکمرانوں کو معانی مذکورہ کے جابر و شداد نہ مان سکتے ہیں اور نہ وہ ان معانی کے جابر و شداد ثابت ہو سکتے ہیں۔

ملک ہند میں مسیحی قوم حکمران ہے وہ عدم تشدد کی پیرو ہے

اس کے تمام قوانین جبر و تشدد کی بیخ کنی کرنے والے ہیں۔ حاکم و محکوم کی زندگی کے نقصان کا واحد معاوضہ ہے۔ تمام ہند میں اخلاقی و مذہبی آزادگی ہے۔ ہر قوم و گروہ کے لوگوں پر ترقی کرنے کا دروازہ کھلا ہے۔ انسان کی قدر و منزلت اُس کی لیاقت اور نیک چلنی پر منحصر ہے۔ امن و سلامتی کی فراوانی ہے۔ جابر و شداد صاحبان عاجز ہیں۔ ایسے حال میں کون انگریزوں پر جابر و شداد ہونے کا الزام لگا سکتا ہے۔

اگر ہند کے حکمران انگریز جابر و شداد نہیں تو وہ اپنے طرز عمل میں عدم تشددی ثابت ہیں۔ پھر ہمعصر آریہ گزٹ کا یہ ارشاد کہاں تک درست ہے کہ مغربی اقوام انجیل کے مذہب پر نہیں ہیں۔ بلکہ تشدد کے اصول کی پیرو ہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے معزز ہمعصر نے یہ باتیں بغیر سوچے سمجھے لکھدی ہیں جنکو وہ واقعات سے ثابت نہیں کرسکتا ہے۔

حکمای مشائین کے فلسفہ

اَلْوَاحِدُ لَا یَصْدُرُ عَنْہُ اِلَّا الْوَاحِدُ

پر

ایک مُحققانہ نظر

نمبر اول

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ہیڈ مولوی ٹیننگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ)

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں تسلیم!

مخدوم مکرم عالیجناب مولینا مولوی پروفیسر محمد یوسف خانصاحب سلیم بانقابہ کا میں از حد مرہون منت ہوں کہ جنہوں نے میرے مضمون

لوگاس پروفوریکاس (کلمۃ المظہر)

پر ایک نادر محققانہ و حکیمانہ مقدمہ بنام

مِمرا - لوگاس

اپنے قلم حقیقت رقم سے ارقام فرما کر اپنی عدیم النظر والعدیل قابلیت کا بیّن ثبوت دیا ہے پروفیسر ممدوح الاوصاف کے بے مثل محققانہ مقدمہ کو پڑھ کر بے اختیار میری زبان سے مرحبا۔ احسنت۔ صلِّ علےٰ کے پاکیزہ کلمات نکل گئے۔ میری عاجزانہ دُعا بدرگاہِ ایزد متعال یہ ہے کہ

اللہ دے زورِ قلم اور زیادہ

اگرچہ علامہ پروفیسر صاحب نے اپنے فقید المثل مقدمہ کے ضمن میں حکمائے مشائین کے فلسفہ الواحد لا یصدر عنہ اِلّا الواحد پر بھی ایک سرسری نظر ڈالی ہے۔ اور مجملاً اس مسئلہ کا بیان کر دیا ہے لیکن یہ مسئلہ بجائے خود ایک معرکۃ الآرا اور نہایت دقیق مسئلہ تھا اور دقیق ہونے کی وجہ سے تشریح طلب بھی تھا۔ اس لئے لازم ہوا کہ اس دقیق مسئلہ کی بھی اصل حقیقت واضح کر دی جائے۔ تاکہ ناظرین فرزانشاں اس معرکۃ الآرا مسئلہ کی اصل حقیقت سے کما حقہٗ واقف ہو جائیں۔

مجھے افسوس ہے کہ چند مختلف تردّدات و تفکرات کی وجہ سے ایک مدت ہوئی کہ میں نے اپنا قلم سیاہی میں ڈال رکھا ہے۔ مگر قابل اور لائق فائق پروفیسر صاحب ممدوح کا مقدمہ ایک زخمہ تھا کہ جس نے میرے بربط دل کو بے طرح چھیڑ کر اس میں ایک پُر لطف سرور پیدا کر دیا ہے۔ جس کو اس وقت قلمبند کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں ع

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

و ہو ہذا۔

حکمائے مشائین کا مذہب یہ ہے کہ جب علت ایسی ہو کہ جو ہر جہت سے واحد ہو اور اُس کے لئے متعدد آلات نہ ہوں۔ نہ اُس کے لئے متعدد شرائط ہوں۔ نہ متعدد قابلیتیں ہوں۔ یعنی جس میں کسی قسم کی بھی کثرت نہ ہو حتیٰ کہ اعتبارات کے لحاظ سے بھی عقل اُس میں کثرت فرض نہ کرے تو اُس سے ایک سے زائد معلول کا صُدور محال ہوگا۔ چونکہ ذات واجب تعالےٰ فی الواقع بسیط و مجرد و واحد حقیقی ہے اس لئے از روئے اصول الواحد لا یصدر عنہ اِلّا الواحد بلا واسطہ واجب بالذات سے بجز معلولِ اوّل یا عقلِ اوّل کے کچھ صادر نہیں ہوا۔ اور باقی ماسویٰ کا صُدور بواسطہ ہے۔ اور واجب تعالےٰ عقل اوّل کو سرزد کر کے ہمیشہ کے لئے مُعطّل ہو چکا ہے۔ اگر بالفرض کوئی دوسرا فعل اس سے سرزد ہو جائے تو پھر وہ واحد حقیقی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس میں کثرت آجائیگی جو کہ اس کے وحدت محضہ کی منافی ہے۔ پس وہ اس لحاظ سے لا یصدر عن الواحد اِلّا الواحد کے قائل ہیں۔ اور اس کی تائید میں حسب ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) معلول اوّل عرض نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ عرض کا وجود بغیر محل کے ممکن نہیں۔ پھر وہ محل بھی اگر معلولِ واجب ہو تو دو چیزوں کا صُدور واجب سے لازم آئیگا جو محال ہے۔ اور اگر اس عرض سے وہ محل صادر ہو تو تقدم الشئی علیٰ نفسہٖ لازم آئیگا اور معلول اوّل جسم بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جسم ہیولےٰ و صورت سے مرکب ہے۔ اور صدورِ کثیر کا واحد سے ممکن نہیں اور صرف ہیولےٰ یا صرف صورت بھی معلول اول نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان دونوں میں تلازم فی الوجود ہے۔ پھر اگر مادہ معلولِ اول ہو تو لازم آئیگا کہ وہ فاعل صورت ہو۔ حالانکہ مادہ کی شان سے قبول ہے نہ فعل۔ اگر صورت معلول اوّل ہو تو لازم آئیگا کہ وہ فاعل مادہ ہو۔ حالانکہ صورت بغیر شارکتِ مادہ کوئی کام نہیں کر سکتی ورنہ تقدم الشئی علیٰ نفسہٖ لازم آئیگا۔ اور نفس بھی معلول اوّل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ نفس کی فاعلیت کے لئے بدن شرط ہے۔ پھر اگر بدن بھی معلول واجب ہو تو کثرت کا صدور ثابت ہوگا۔ اور اگر وہ معلول نفس ہو تو تقدم الشئی علیٰ نفسہٖ لازم آئیگا۔ جب معلول اول نہ عرض ہو سکا۔ نہ جسم نہ ہیولیٰ۔ نہ صورت۔ نہ نفس۔ تو ضرور ہوا کہ وہ جوہر مفارق فی ذاتہٖ اور فی فعلہٖ ہو یعنی **عقل**۔

(۲) اگر واحد حقیقی سے دو چیزیں صادر ہوں۔ مثلاً ا اور ب تو لازم آئیگا کہ اس سے ا صادر ہُوا اور نہیں صادر ہُوا۔ اور یہ اجتماع نقیضین ہے جو محال ہے۔ ا کا صادر ہونا ظاہر ہے اور نہ صادر ہونا اس وجہ سے کہ جب اس سے ب صادر ہُوا اور ظاہر ہے کہ ب غیر ا ہے تو اُس وقت یہ صادق آئیگا کہ ا صادر نہ ہُوا اور صدور و عدم صدور ا کا ایک جہت سے ہے۔ اس لئے کہ کلام اُس واحد حقیقی میں ہے۔ کہ جہاں بالکل تعدد جہات نہیں۔

(۳) اگر واحد حقیقی سے دو چیزیں صادر ہوں مثلاً ا اور ب تو جس جہت سے کہ اُس سے ا واجب ہوتا ہے۔ ب واجب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ علت کو معلول معین کے ساتھ وہ خصوصیت ہوتی ہے۔ جو دوسرے کے معلول کے ساتھ نہیں ہوتی ورنہ اسی معلول کو اقتضا کرنے کی کوئی وجہ اولیت نہ ہوگی۔ پھر اگر ب بھی اُس سے واجب ہو تو اُسی جہت سے ہوگا جس سے ا واجب ہوا تھا۔ چونکہ کلام اس واحد حقیقی میں ہے جس میں کسی قسم کا تعدد نہیں تو اس صورت میں یہ لازم آئیگا کہ ا جس جہت سے واجب ہُوا اسی جہت سے ب واجب ہُوا اور واجب نہ ہُوا۔ الغرض واحد حقیقی سے دو چیزیں صادر ہوں تو تناقض ضرور لازم آئیگا۔

(۴) اگر واحد حقیقی سے دو چیزیں صادر ہوں مثلاً ا اور ب تو صدور ب پر عدم صدور ا ضرور صادق ہوگا۔ کیونکہ دونوں صدور علیحدہ ہیں پھر اگر عدم صدور ا بھی صادق نہ ہو۔ تو ارتفاع نقیضین لازم آئیگا۔ یعنی عدم صدور ا اور عدم عدم صدور ا تو واحد حقیقی میں عدم صدور ا اور عدم عدم صدور ا جمع ہونگے جو نقیضین ہے۔ اگر مصدر واحد حقیقی نہ ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ صدور ایک جہت سے ہو اور عدم صدور دوسری جہت سے۔ چونکہ واحد حقیقی میں سے دو جہتیں نہیں نکل سکتیں۔ اس لئے یہ اجتماع محال ہے۔

(۵) جب علت سے ا صادر ہو تو لیس ا صادر نہ ہوگا۔ ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئیگا۔

(۶) ضرور ہے کہ علت کا وجود معلول کے قبل ہو یہ قبلیت ذاتیہ۔ اور اُس کو معلول معین کے ساتھ وہ خصوصیت ہو جو کسی غیر کے ساتھ نہ ہو۔ ورنہ اُس معلول خاص کا اقتضا کسی دوسرے کی اقتضا سے اولیٰ نہ ہوگا۔ پھر جب علت موجودہ ذات بسیط ہو جس میں کسی قسم کا تکثر نہ ہو۔ تو وہ خصوصیت صرف بحسب ذات ہوگی۔ اس واسطے کہ مفروض یہ ہے۔ کہ اس کے علت ہونے میں سوائے ذات کے کسی دوسری چیز کو دخل نہیں۔ پھر اگر اس کا دوسرا معلول بھی فرض کیا جائے تو اُس کے ساتھ بھی اُسکو وہی خصوصیت ہونی چاہئے جو دوسرے کے ساتھ نہیں۔ حالانکہ واحد حقیقی ہونے کی وجہ سے دوسری خصوصیت سوائے ذاتی کے نکل نہیں سکتی۔ پس لازم آیا کہ وہ کسی کی علت نہیں۔ کیونکہ علت تو جب ہو کہ معلول خاص کے ساتھ وہ اسی قسم کی خصوصیت رکھے جو دوسرے کے ساتھ نہ ہو۔ اور یہاں وہ بات نہیں۔

(۷) اگر ایک علت سے دو معلول صادر ہوں تو مفہوم ایک کی علت ہونے کا دوسرے کی علیت کا مغائر ہوگا۔ اور ظاہر ہے کوئی شے احد المتغائرین کے ساتھ وہ نہ ہوگی جو دوسرے کے ساتھ نہ ہو تو اس صورت میں وہ علت ایک نہ رہی بلکہ دو ہوگئیں۔ یا موصوف دو صفتوں کی ہوئی۔ حالانکہ یہ خلاف مفروض ہے اور تکثر معلول مستلزم تکثر فاعل ہُوا تو یہ حکم عکس نقیض وحدتِ فاعل مستلزم ہے۔ وحدتِ معلول ہوگی۔

(۸) اگر ایک سے کئی چیزوں کا صدور ممکن ہوتا تو تعدد اور اختلاف آثار مستلزم تعدد اور اختلاف مؤثر نہ ہوتا۔ اور تعدد آثار سے تعدد مؤثر پر استدلال نہ ہوسکتا۔ حالانکہ اس قسم کا استدلال عقلاء میں شائع و ذائع ہے۔ مثلاً آتش اپنی قرب والی چیز کو گرم کرتی ہے اور پانی سرد کرتا ہے۔ تو اس اختلاف آثار سے اختلاف حقیقت آب و آتش پر استدلال کیا جاتا ہے۔

(۹) اگر واحد حقیقی سے دو چیزیں صادر ہوں تو خلف یا تسلسل لازم آئیگا۔ اس لئے کہ اگر وہ مصدر ا کا بھی ہوا اور ب کا بھی ہو تو مصدریت ا کی غیر مصدریت ب کی ہوگی۔ کیونکہ تعقل ہر ایک کا بغیر دوسرے کے ہوسکتا ہے۔ پھر اگر یہ دونوں مفہوم واحد حقیقی میں داخل ہوں تو اُس کی ترکیب لازم آئیگی۔ حالانکہ وہ خلاف مفروض ہے۔ اور اگر داخل نہ ہوں تو واحد حقیقی جس طرح ا اور ب کا مصدر تھا۔ اُن کی مصدریتوں کا بھی مصدر ہوگا۔ کیونکہ مصدریتیں کسی غیر کی طرف مستند نہیں ورنہ بذاتہ ا اور ب کا مصدر نہ ہوتا۔ پھر اُن مصدریتوں میں کلام کیا جائیگا۔ کہ مصدریتوں کی مصدریتیں اگر واحد میں داخل ہوں۔ یا اس میں سے ایک داخل ہو تو ترکیب لازم آئیگی۔ اور اگر خارج ہوں تو پھر ان مصدریتوں میں کلام ہوگا۔ جس سے مصدریتوں میں تسلسل لازم آئیگا۔

(۱۰) یہ بات ظاہر ہے کہ علت موجدہ کا وجود قبل معلول ہونا ضرور ہے اور یہ بھی ضرور ہے۔ کہ معلول معین کے ساتھ علت کو ایسی خصوصیت ہونی چاہئے کہ اس کے غیر کے ساتھ نہ ہو۔ ورنہ اقتضاء اس معلول خاص کا اُس کے غیر سے اولیٰ نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ ہر صدور میں مصدر کو قبل صدور کے صادر کے ساتھ ایسی خصوصیت ہوگی۔ جو غیر کے ساتھ نہ ہو۔ اس خصوصیت کو ہم مصدریت کہتے ہیں۔ نہ اس امر اضافی کو جو صادر اور مصدر کے مابین سمجھا جاتا ہے۔

فرض کیجئے۔ کہ فاعل واحد حقیقی ہے۔ اور اس سے ایک اثر صادر ہُوا تو وہ خصوصیت بحسب ذات فاعل ہوگی۔ پھر اگر دوسرا بھی صادر ہُوا تو وہ خصوصیت بھی بحسب ذات فاعل ہوگی کیونکہ سوائے ذات کے کوئی دوسری جہت نہیں اس صورت میں کسی معلول کے ساتھ اُس علت کو وہ خصوصیت نہ ہوئی۔ جو دوسرے کے ساتھ نہ ہو۔ تو لازم ہے کہ وہ کسی کی علت نہ ہو۔ مگر چونکہ معلول کا تعدد فرض کرلیا گیا ہے۔ تو ضرور ہے کہ ذات فاعل میں تغایر ہو۔ اگرچہ بالاعتباری ہو تاکہ وہ خصوصیتیں وہاں صادق آئیں۔ جن پر دو علتیں مرتب ہوں اس صورت میں فاعل جمیع جہات سے واحد نہ ہُوا۔

الغرض اِن تمام دلائل کا مدار صرف اس بات پر ہے۔ کہ واجب الوجود من جمیع الوجوہ واحد ہے۔ اور اس کی ذات ہر نوع کی کثرت سے خواہ



حقیقی ہو یا اضافی یا انتزاعی ہو یا وہمی عقلی ہو یا فرضی یا اعتباری ہو مبرا ہے۔

لیکن برعکس اس کے اگر دلائل مندرجہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ واحد حقیقی سے ایک ہی شے صادر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ اُن کا دعویٰ ہے کہ اگر واحد حقیقی سے دو معلول صادر ہوں تو ایک معلول کی مصدریت دوسرے معلول کی مصدریت سے مغائر ہوگی۔ اس لئے کہ دو معلولوں کی مصدریت دو مفہوم متغائر ہیں۔ کیونکہ ایک کا تعقل دوسرے کے بغیر ہوتا ہے۔ اس حالت میں اگر دونوں کے مفہوم واحد حقیقی کی ذات میں داخل ہوں تو ترکیب واحد حقیقی کی ذات میں لازم آتی ہے اور یہ خلاف مفروض ہے اور اگر یہ خارج اور ایک نفس واحد حقیقی ہو۔ یا دونوں خارج ہوں۔ تو اُس کے لئے ایک اور مصدریت کی ضرورت ہوگی۔ پھر اُس مصدریت کے لئے ایک اور مصدریت کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح بلا نہایت کلام ہوگا۔ پس تسلسل لازم آئیگا اور وہ محال ہے۔ تو ہم یہ کہنے کی جرأت کرینگے کہ کیا اسی طریقہ سے واحد حقیقی سے واحد کا صدور بھی محال ثابت نہیں ہو سکتا؟ کیونکہ واحد حقیقی سے اگر ایک شے صادر ہو تو مصدریت اسی شے کی اس کی مغائر ہوگی کیونکہ درمیان اُس شے اور اُس کے غیر کی نسبت ہے اور منسوب اور منسوب الیہ میں مغائرت ظاہر ہے۔ پس اگر مصدریت جزو واحد حقیقی ہو تو ترکیب واحد حقیقی میں لازم آئیگی۔ اور اگر خارج ہو تو اُس کے لئے اور مصدریت لازم آئیگی پھر اس مصدریت میں ہم کلام کرینگے۔ یہاں تک کہ وہی تسلسل لازم آئیگا۔ جو محال ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ واحد حقیقی میں سے کوئی شے بھی صادر نہیں ہو سکتی (باقی آئندہ)

گندم نما جو فروش

گذشتہ سے پیوستہ

(۵)

ایک ہفتہ گذر گیا صبح کا سہانا وقت ہے ایک سوداگر چھ ہمراہیوں۔۔ سمیت جموں کے اسٹیشن پر اُترتا ہے۔ اور سیدھا کارواں سرائے کے مہتمم کے پاس جا کر کہتا ہے۔

سوداگر۔ میرا ایک دوست فلاں تاریخ کو جموں کے اسٹیشن پر اُترا تھا۔ اُسے سری نگر جانا تھا۔ لیکن وہ عدم پتہ ہے۔ ممکن ہے کہ وہ آپ کی سرائے میں ٹھہرا ہو

مہتمم۔ (رجسٹر دیکھ کر) ٹھیک اس نام کا شخص بتاریخ مذکورہ یہاں شب باش ہوا تھا۔ دوسرے دن صبح ہی روانہ ہوگیا۔

سوداگر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سری نگر کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور منازل طے کرتا ہوا مرغزار موصوف میں پہنچا۔ گلشن بے خزاں نے اس کے دل کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ ساتوں آدمی داخل باغ ہوئے سیر کرتے ہوئے فقیر کے پاس پہنچے۔ فقیر ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے بیٹھا اللہ اللہ کر رہا تھا۔ اس کے گردا گرد ضعیف الاعتقاد مرید دوزانو بیٹھے ہوئے تھے۔ سوداگر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور سب حلقہ مریداں میں شامل ہو کر بیٹھ گئے۔ فقیر عبادت سے فارغ ہو کر نوواردوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔ آپ صاحبان کہاں سے تشریف فرما ہوئے ہیں اور کدھر کے ارادے ہیں۔

سوداگر۔ ہم لوگ تجار ہیں۔ پنجاب سے آئے ہیں اور سری نگر جانے کا ارادہ ہے۔ دُور دراز سفر نے ہم کو تھکا دیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو ایک رات اس جگہ قیام کریں۔ صبح ہوتے ہی چلے جائینگے۔

فقیر۔ الحمدللہ کہ آپ نے میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ آپ کا گھر ہے۔ جب تک طبیعت چاہے اس جگہ قیام فرمائیں ؎

ہمائے اوجِ سعادت بدامِ ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقامِ ما افتد

سوداگر۔ آپ کا خلق واقعی عظیم الشان ہے۔ سبحان اللہ ایسے با اخلاق اور برگزیدہ بزرگ کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کی تقریر میں تاثیر اکسیر ہے

فقیر۔ یہ آپ کا حُسنِ ظن ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

غرض یہ صحبت شام تک گرم رہی۔ لیلائے شب نے اپنی زلفوں کو بکھیرا۔ جملہ مرید رخصت ہوئے۔ اور باغ میں صرف فقیر اور اُس کے مہمان رہ گئے۔

رات کے دس بجے کا عمل ہے۔ سوداگر اور فقیر باغ کی سیر میں مصروف ہیں اور آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔

سوداگر۔ آپ کتنے عرصہ سے اس مرغزار میں مقیم ہیں۔

فقیر۔ بیٹیا ہم لوگ تو در اصل خانہ بردوش ہوتے ہیں۔ جہاں جگہ مل بیٹھ گئے۔ یہ فقیر اس جگہ دس سال سے مقیم ہے۔

سوداگر۔ یہ مرغزار کس کی ملک ہے۔

فقیر۔ یہ سرکاری ہے۔ خدا مہاراجہ صاحب کا بھلا کرے انہوں نے عوام الناس کے آرام کے لئے اُس کی بنا ڈالی ہے۔ حضور اس فقیر کے معتقد ہیں۔ لہٰذا یہ مرغزار فقیر کی تحویل میں کر رکھا ہے۔

سوداگر۔ مرغزار فی الواقعہ نمونۂ جنت ہے مگر حیرت ہے کہ اس میں کوئی باغبان یا مالی نہیں ہے +

فقیر۔ جب تک یہ فقیر حیات ہے اس کی ضرورت نہیں۔ تلقین و عبادت کے علاوہ جو وقت ملتا ہے میں خود مالی کا کام سر انجام دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اس کا شوق ہے۔

سوداگر۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سب پودے آپ ہی کے لگائے ہوئے ہیں۔

فقیر۔ ہاں بچہ اور کون لگاتا۔ میرے پاس پودوں کا ذخیرہ موجود ہے۔

سوداگر۔ کیا آپ پودے ہر روز لگاتے ہیں یا گاہے گاہے۔

فقیر۔ یہ فقیروں کی موج ہے۔ جب طبیعت چاہی ایک آدھ پودا لگا لیا۔

سوداگر۔ کیا۔ یاں بتا رہی ہیں کہ پودے علی التواتر نہیں لگائے گئے۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب آپ کے پاس ذخیرہ موجود ہے تو سارے پودے یک لخت کیوں نہیں لگائے جاتے۔ ہفتہ عشرہ میں ایک پودہ لگانے میں کیا راز ہے۔

راز کا لفظ سُنکر فقیر چونکا۔ لیکن فوراً ہی سنبھل گیا۔ سوداگر نے اُس کی سبزراہی کو تاڑ لیا۔ اخر گشت کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے۔ جہاں ایک تازہ پودا لگایا گیا تھا۔

سوداگر۔ یہ پودا کب لگا ہے۔

فقیر۔ ایک ہفتہ ہؤا ہو گا۔

سوداگر۔ اس کے بعد کوئی پودا نہیں لگایا۔

فقیر۔ نہیں۔ آپ کھود کھود کر کیوں پوچھتے ہیں

سوداگر۔ یہ پودا نہایت خوشنما ہے مجھے عنایت کر دیں۔ آپ کی یادگار رہیگی۔

فقیر۔ میں مجبور ہوں۔ کیونکہ ان تمام پودوں کو اپنی اولاد سے عزیز تر سمجھتا ہوں۔

سوداگر۔ آپ اس کی قیمت لے لیں۔

فقیر۔ میں اس کے عوض میں لاکھ روپیہ بھی لینے کو تیار نہیں ہوں۔

سوداگر۔ آپ رضامندی سے دے دیں ورنہ مجھے اس پر جبراً قبضہ کرنا پڑیگا۔

فقیر۔ اے شخص میری دعائے نیم شبی سے حذر کر اگر فقیروں کو ستایا تو اس باغ سے سلامت نہ جائیگا۔

سوداگر نے جھٹ پودے پر ہاتھ ڈالا۔ فقیر نے فوراً پیش قبض نکالی۔ سوداگر نے چشم زدن میں پستول سنبھالا۔ فقیر خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹا۔ سوداگر نے آستین سے بگل نکالکر زور سے بجایا۔ اس کے ہمراہی پہنچ گئے اور سوداگر کے اشارے سے فقیر کو آناً فاناً گرفتار کر لیا۔ سوداگر نے پودا اکھاڑ ڈالا زمین کھودی۔ ایک گٹھڑی برآمد ہوئی۔ کھول کر جو دیکھا تو ایک مقتول کی لاش تھی۔

۶

دوسرے دن صبح جنت نگا مرغزار میں ہنگامۂ محشر بپا تھا۔ لوگوں کا اس قدر اژدحام تھا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ریاستی پولس موقعہ پر بُلائی گئی۔ فقیر دست و پا بستہ زمین پر پڑا تھا۔ سوداگر اور اُس کے ہمراہی بھیس اُتار کر اصلی لباس میں کھڑے تھے۔ ناظرین آپ سمجھ گئے ہونگے کہ سوداگر مسٹر وار برٹن مرحوم کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ اس کے چید ہمراہی پنجاب پولس کے سپاہی تھے۔

اسی اثنا میں مہاراجہ تشریف فرما ہوئے۔ اُن کے حکم سے کئی پودے اکھاڑے گئے اور لاتعداد لاشیں برآمد ہوئیں۔ منجملہ نوشہ کے بھائی کی لاش بھی تھی۔ فقیر کے مریدان با صفا انگشت بدنداں تھے اور فقیر سرنگریباں دانت پیس رہا تھا۔ مزید تحقیقات سے معلوم ہؤا کہ اس خبیث کا یہ وتیرہ تھا کہ غربا کی خاطر و مدارات کیا کرتا تھا تاکہ خلق اللہ میں اس کی شہرت ہو۔ جس کے پاس مال و اسباب دیکھتا تھا اُس کو زہر آلودہ دودھ پلا کر عدم کا رستہ بتاتا تھا۔ اور رات کے وقت اُس کو زمین میں مدفون کرکے اوپر ایک پودا لگا دیتا تھا تاکہ شبہ رفع ہو۔ اس کے حجرہ کی تلاشی لی گئی۔ بہت مال و اسباب نکلا اور اشیاء قیمتی برآمد ہوئیں۔ آخر اہالیانِ ریاست نے اس دیو مردم در کے لئے یہ سزا تجویز کی ہے۔ جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اِس قفس آہن میں وہی گندم نما جو فروش اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا ہے۔

ناظرین دنیا میں اس قسم کے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اُن کی ظاہری صورت پر کبھی فریفتہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ ایسوں کی صحبت سے حذر واجب ہے۔ مرشدی مسیح نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس ہے کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں۔ مگر اندر مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوئی ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو۔ مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے پُر ہو۔"

شیخ سعدی نے اسی قسم کے لوگوں کو گرگانِ گوسفند لباس سے تشبیہ دی ہے۔ اور ایسے ریاکاروں سے بچنے کے لئے مولینا روم فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

نصیر از کرنال

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کیجئے۔

الیف۔ اے اور الیف۔ ایس سی کے امتحان میں مسیحی نوجوانوں کی کامیابی

ہم ان جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو جو امسال الیف اے اور الیف۔ ایس سی۔ میڈیکل گروپ کے امتحان میں کامیاب ہوئی ہیں دل سے مبارکباد کہتے ہیں جو گڈری سموئیل ہملٹن جوہان نمبر ۱۹۱ مسٹر ولیم جوزف لعاذر نمبر ۲۹ چودھری سموئیل اے یوحنا خاں نمبر ۲۷ ایزک۔ آر۔ ناتھ نمبر ۲۹ سے کامیاب ہوئے ہیں یہ الیف سی کالج لاہور کے سٹوڈنٹ ہیں۔ کنیرڈ کالج لاہور کا نتیجہ سینٹ پرسینٹ رہا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ یہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جو امتحانوں میں کامیاب ہوئی ہیں وہ میدان تعلیم میں آگے بڑھنے کے اسباب و وسائل بھی حاصل کریں اور حصول تعلیم میں اپنی مرادوں تک پہنچیں تاکہ وہ خدا کے جلال اور اُس کی بزرگی کے بہتر شاہد بنیں۔

مرحوم پرنسپل ایس کے رودرا

پرنسپل ایس کے رُودرا دہلی کے نام نامی اور اسم گرامی سے ہندوستان کے تمام خواندہ ہندو، مسلمان اور مسیحی اور تمام مشنری صاحبان خصوصیت سے واقف و آگاہ ہیں۔ آپ کی وفات کا ۵ جولائی ۱۹۲۵ء کے روز نولکھا چرچ میں دورانِ عبادت میں پادری ٹھاکرداس صاحب نے پلپٹ سے اشتہار دیا۔ اور آپ کی یادگاری میں ایف۔ سی کالج ہال لاہور میں ۶ جولائی ۷ بجے شام کے سروس کا اعلان فرمایا۔ پرنسپل ایس کے رودرا نہایت اعلیٰ پایہ کے مسیحی تھے جنہوں نے اپنی مسیحی خدمات سے مادرِ ہند اور یسوع مسیح کو شاد کر دکھایا تھا۔ آپ کی وفات پر جس قدر اظہار افسوس کیا جائے کم ہے۔ ہند کی مسیحی جماعت ایک مدت تک آپ کی خالی جگہ کو بھرنے کے لئے عاجز و لاچار رہیگی۔ خدا آپ کے عزیز و اقارب کو صبر و تسلی عطا فرمائے۔ آمین۔

ہومیوپیتھیک ڈاکٹری کے امتحان کا نتیجہ

ناظرین کرام یہ خبر فرحت اثر پڑھ کر بھی ضرور شاد ہونگے کہ مس ٹکلینی پی۔ لال ہومیوپیتھیک کی ڈاکٹری کے امتحان میں ایم۔ ڈی۔ ایچ میں کامیاب ہوئی ہیں اور اُن کو ایم ڈی ایچ کا ڈپلومہ ملا ہے۔ اور مسٹر ڈانیل۔ ایل۔ مل نے ہومیوپیتھیک کے امتحان میں ایم۔ بی۔ ایچ کا ڈپلومہ حاصل کیا ہے۔ ہم صدق دل سے ہر دو صاحبان کو ان کی کامیابی کیلئے مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ان کی خدمات سے خدا کی بزرگی اور بنی آدم کی فلاح و بہبودی ہوتی رہے آمین ✤

ریویو

ہمارے پاس جناب ڈاکٹر دیوان مہندر نارائن صاحب ایم۔ ڈی (ہومیو) میڈلسٹ ایف۔ آر۔ ایچ ایس (فیلو آف دی ریسرچ ہومیوپیتھیک سوسائٹی) نے اپنی کتاب "مخزن ہومیوپیتھی" یعنے گنجینہ علاج بالمثل برای ریویو بھیجی ہے۔ ہم نے ابتدا سے آخر تک اِسے دیکھا۔ ہم صدق دل سے کہتے ہیں کہ یہ کتاب اُردو میں لکھ کر ڈاکٹر صاحب نے ہند کی اُردو خواں آبادی پر بے حد احسان فرمایا ہے۔

اس ضخیم کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے ہومیوپیتھک ادویات کا بنانا۔ اُن کی تاثیرات اور استعمال و فوائد کا اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ معمولی اُردو دان اصحاب بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ ہر ایک بیماری کی تشخیص و علامات کا نہایت ہی صفائی سے بیان کیا ہے۔ ہر ایک بیماری میں ادویات کا استعمال تبلادیا غرضیکہ اس کتاب کو لکھ کر ڈاکٹر صاحب نے ہر ایک اُردو خواں کو ہومیوپیتھیک طریق علاج کا ڈاکٹر بنانے کا سامان اس میں مہیا کر دیا ہے کہ وہ کم از کم اپنا اور اپنے خاندان کا خود معالجہ کر سکے۔ ہم خوشی سے اُردو خواں اصحاب سے سفارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کتاب کی ایک ایک کاپی خرید کر اس کی ضرور تلاوت کریں۔ اور فائدہ اُٹھائیں۔

کتاب زیر نظر کی ضخامت ۸۴۰ صفحہ کی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت صرف چار روپیہ آٹھ آنہ (للعہ) ہے۔ یہ کتاب **ڈاکٹر مہندر نارائن (ہومیو) دفتر پنجاب ہومیوپیتھک میڈیکل کالج انار کلی لاہور واقعہ دیوان لکشمی نارائن بلڈنگ** سے مل سکتی ہے۔

ضرورت ہے

مُبشر کی۔ جو کہ ہووے آدمی مسیحی۔ پنجابی خالص ممبر ہووے چرچ آف انگلینڈ کا۔ ملیگی اُس کو تنخواہ روپیہ پچیس (۲۵ عہ) ماہواری۔ ہو سکتی ہے ترقی روپے تیس تک۔ ملیگا مکان مفت رہنے کو۔ آوے درخواست پاس میرے۔

واعظ پاسٹر کلارک آباد

نورافشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے ✤

خبریں

لنڈن ۵ جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار ریگا سے اطلاع دیتا ہے کہ سوویٹ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ان تین طلبا کا جنکو ماسکو میں سٹالن اور ٹراٹسکی کے قتل کی سازش میں شرکت کے جرم پر سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے۔ ان روسیوں سے تبادلہ کرے جن کے خلاف حال ہی میں مقدمہ سیزنگ میں سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔

(بندے ماترم)

لنڈن ۵ جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ریف کے محاذ کی حالت سے حکام فرانس سخت متفکر ہو رہے ہیں۔ ریف کی فوجیں فرانسیسی لائینوں کی پُشت پر وادی وادلیبن میں تسا کے قریب جمع ہو رہی ہیں۔ جہاں سے کہ ابھی پچھلے ہفتے انہیں نکالا گیا تھا۔ وہ جب چاہیں فیض اور فرانسیسی بیس کیمپ کے درمیان حائل ہو سکتی ہیں۔ جو دریائے ورغہ پر اس مقام پر پڑا ہے۔ تازان سے مشرق بعید کے علاقے میں بھی دشمن کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔

(//)

لنڈن ۵ جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار برلن سے اطلاع دیتا ہے کہ جرمنی میں ۱۶ جون ۱۹۲۵ء کو جو مردم شماری ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکتوبر ۱۹۱۹ء سے ۳۲ ½ لاکھ سے زیادہ آبادی بڑھ گئی ہے۔

(//)

لنڈن ۶ جولائی۔ کمانڈر کینورڈی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے لفٹنٹ کرنل امیرے نے کہا کہ گذشتہ مالی سال میں عراق سول سروس پر ۲۰ لاکھ نوے ہزار پونڈ خرچ ہوئے ہیں اور تقریباً ۱۵۵ افسر وہاں کام کرتے ہیں۔

(//)

کینٹن ۳ جولائی۔ سولہ اصحاب کا ایک کمیشن مقرر ہوا ہے۔ جو اس صوبہ کی حکومت مرحوم محب وطن ڈاکٹر سن یات سن کی وصیت کے مطابق چلائیگا اس میں سن یات سن کے صاحبزادہ مسٹر سن فو بھی ہیں۔ جو وزیر رسل و رسائل کے فرائض سرانجام دینگے۔ ان ممبران نے جو حلف لیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم جنرل سن یات سن کی سیاسی وصیت کے مطابق کام کرینگے۔ اس کونسل کے افتتاحی جلسہ میں برطانیہ اور فرانس کے سفیروں کے علاوہ باقی سب غیر ملکی سفیر مدعو کئے گئے تھے۔ مگر وہ شریک نہیں ہوئے۔

(//)

کشمیر ٹیکسٹائل مینوفیکچرنگ کمپنی جو سرینگر کشمیر کا ریشم کے کپڑے تیار کرنے کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ جو کچھ تو بجلی سے اور کچھ ہاتھ سے چلتا ہے۔ جلاہوں وغیرہ کی سٹرائیک کی وجہ سے بند ہو گیا ہے۔ جھگڑا مزدوروں کی تنخواہوں میں کمی کی وجہ سے ہوا۔ مزدور پرامن ہیں۔

(//)

راولپنڈی ۶ جولائی۔ کل دوپہر کو گنج منڈی میں بجلی سے خطرناک موت ہوئی ہے۔ اس کے متعلق تفصیل حالات یوں بیان کئے جاتے ہیں گنج منڈی میں ایک معزز دکاندار کا بجلی کا پنکھا خراب ہو گیا۔ اور وہ دکاندار دیکھنے لگا کہ اس میں کیا نقص ہے۔ پنکھے کے ساتھ بجلی کا تعلق جڑا ہوا تھا۔ پنکھے کی دیکھ بھال کرتے ہوئے ناگہاں اُس کا ہاتھ پنکھے کے اس مقام پر جا لگا جہاں بجلی کی دونوں برہنہ تاریں آپس میں ملتی تھیں۔ ہاتھ لگتے ہی اُسے ایک ایسا جھٹکا محسوس ہوا جس سے اُس کی فوراً جان نکل گئی۔ اور اس کا ہاتھ بجلی کی ان تاروں کے ساتھ لگا رہا۔ قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک اور شخص نے کھینچنا چاہا۔ اس شخص کا ہاتھ لاش کے ساتھ لگتے ہی اُسے بھی ایک ایسا جھٹکا محسوس ہوا کہ وہ وہیں بے ہوش ہو گیا ایک تیسرے شخص نے دوسرے آدمی کو بچانے کی کوشش کی اُسے بھی ایک جھٹکا محسوس ہوا اور اس کا بازو سوج گیا۔ کچھ دیر بعد آخر دونوں صحتیاب ہو گئے۔ لیکن پہلے شخص کی لاش نہایت زرد ہو گئی۔ جیسے کسی نے خون چوس لیا ہو۔

لوگوں میں اس حادثہ سے نہایت سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔

(//)

ہمعصر سنڈے ٹائمز دہلی اطلاع دیتا ہے۔ کہ چودھری لوٹن سنگھ اور اُن کے ساتھی ابھی تک جیلخانہ میں ہیں۔ پہلے جو عام طور پر یہ یقین کیا جاتا تھا کہ انہیں عید کے بعد رہا کر دیا جائیگا۔ یہ غلط نکلا۔ کیونکہ اب معلوم ہوا ہے کہ ان پر زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند مقدمہ چلایا جائیگا اور نیک چلنی کے لئے ضمانت و مچلکے لئے جائینگے

(//)

لیجسلیٹو کونسل پنجاب کے لئے ۷ جولائی کو باتفاق رائے سے گوردوارہ بل پاس کر دیا۔ ہندو مسلم ممبران نے سکھوں کو اس فتح کے لئے مبارکباد دی ہے۔ نور افشاں بھی سکھوں کو مبارکباد کہتا ہے۔

(//)

جائی کہاں ہے۔ تو اس وقت وہ کہیگا تو نے میری فصل کو برباد کر دیا ہے۔ اس لئے مسیح نے کہا ہے۔ کہ اپنی آنکھیں اُٹھاؤ اور فصل پر نظر کرو۔ یعنی ہزارہا روحوں پر نظر کرو۔ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں پر جو خستہ حال ہیں نظر کرو۔ وہ پکے پڑے ہیں۔ وہ کاٹنے اور جمع کرنے کے لائق ہیں۔ مزدور بنکر جاؤ ہند کے ۳۲ کروڑ کھیتوں کو کاٹو۔

اللہ دتا گھٹیالوی

سمر سکول لائل پور

علاقہ ہذا کا سمر سکول امسال ۱۷ لغائت ۳۱ مئی ۱۹۲۵ء تک حسب دستور منعقد ہوا۔ جس کا مقصد و مدعا یہ تھا کہ ان دیہاتی مسیحیوں کو بیدار کیا جائے جو ابھی تک اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے میں قاصر ہیں شئے صاحب: تاریخ مذکورہ پر سمر سکول کے شائقین اور روحانی بیداری کے بھوکے پیاسے گروہ کے گروہ گرد و نواح سے ذوق شوق سے رونق افروز ہوئے۔ جیسا کہ عید پینتیکوست پر۔ ہر ایک مسیحی امیدوار کی بغل میں ایک ایک تھیلہ لٹک رہا تھا جس سے ان کی اُمیدوں اور مسیحی محبت کا اندازہ لگ سکتا تھا۔ اگر ایک طرف پاسٹر صاحبان تشریف لا رہے ہیں۔ تو دوسری جانب مناد اور اُستاد صاحبان بمعہ عیال و اطفال خوش خوش قدم بڑھاتے چلے آ رہے ہیں بھلا کیوں نہ ہو۔ ہر ایک کے دل میں نئے مخلوق ہونے کی اُمنگ ظاہر ہو رہی تھی۔

رہائش کے لئے مشن احاطہ کے مکانات کو موزوں خیال کیا گیا۔ علاوہ ازیں تمبو اور چھولداریاں بھی استعمال کی گئیں۔ کھیلوں اور نہانے کا انتظام بھی خاطر خواہ تھا۔ جس وقت جس کا جی چاہے آپ خود نہائے اور بچوں کو نہلائے۔ کوئی مانع نہ تھا۔ دربار الٰہی یعنی عبادت گاہ کا پسندیدہ انتظام تھا۔ جس سے دیکھنے والے کو خواہ مخواہ اپنے حسن انتظام کا پچھتاوا لگتا تھا۔ ہر ایک پریڈ ختم ہونے پر گھنٹہ بجتا تھا۔ جس سے متعلقین کو اپنی اپنی تیاری کا موقع ملجاتا تھا۔ حتیٰ کہ تمام انتظام نہایت عمدگی سے سرانجام دیا جاتا تھا۔ جو کہ ہمارے بزرگ پادری بی۔ اے تھمر کی خداداد قابلیت اور حسن اخلاق اور مہمان نوازی کا نتیجہ تھا۔

تعلیم۔ جماعت چار حصوں پر منقسم تھی جو کہ ہر روز اپنے اپنے لیڈروں کے ماتحت مقررہ وقت پر نشست و برخاست ہوتی رہی۔ ہر ایک جماعت میں پڑھائی کا خاص انتظام تھا۔ کلام اللہ کی تلاوت کے لئے پطرس رسول کا پہلا خط عام تھا۔

(۱) خواندہ مسیحی بہنوں کی جماعت مس گورڈون صاحبہ کی زیر ہدایت تعلیم پاتی تھی۔ (۲) ناخواندہ مسیحی بہنوں کی جماعت مس جنگ وارڈ صاحبہ کے زیر اثر مسیحی زندگی کو حاصل کرتی۔ (۳) بچوں کی جماعت جنکو مسیحی باغ کہنا روا ہے مس بالنڈ صاحبہ کے زیر عاطفت مسیحی تعلیم پاتی تھی (۴) تمام دیہاتی مسیحی اُستادوں کی جماعت جناب پادری وزیر چند صاحب بی۔ اے سے تعلیم پاتی تھی۔

۱۷ لغایت ۲۴ جناب پادری ڈبلیو۔ ڈی۔ صاحب مشنری انچارج خانقاہ ڈوگراں قیام پذیر رہے آپ کے لکچروں سے سامعین کو بہت فائدہ پہنچا۔ جیسے تحریر سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ لکچروں کی سرخیاں حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسیح کا دنیا میں آنے کا مقصد۔

(۲) ہم روحانی بینائی کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ لوقا ۱۸: ۳۵: ۲۳۔

آپ نے جسمانی پہلو کا تعلق دے کر مضمون کو ایسی فصاحت بلاغت سے بیان کیا کہ لوگ عش عش کرنے لگے۔ آپ کے لکچروں نے واقعی سامعین کو روحانی بینائی بخش دی اور اقرار کیا کہ جب تک ہم علم اپنی روحانی آنکھیں نہ کھولینگے۔ تب تک کلیسیا قائم نہیں ہو سکتی۔

۲۵ لغایت ۲۷ مسٹر ڈاکٹر جے۔ ایچ مارٹن صاحب مشنری انچارج سانگلہ ہل نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے اپنی پُر لطافت تقریر اور تجربے سے زبور ۱۱۲ مضمون نیک آدمی کے دل کی تصویر سامعین کے گوش گذار کی۔ آپ نے مضمون کو تین حصوں میں منقسم کر کے پیش کیا۔

(۱) نیک آدمی شریعت سامنے رکھتا ہے۔

(۲) نیک آدمی اپنے گناہوں کو مانتا ہے۔

(۳) نیک آدمی خدا سے ملاپ رکھتا ہے۔

۲۸ تاریخ کو جناب پادری گنڈا مل ہوم مشنری انچارج حافظ آباد نے شکر گذاری کا درس دیا۔ جو لوقا کی انجیل ۱۷، ۱۱: ۱۷ آیت میں مرقوم ہے۔ یسوع نے جواب میں کہا کیا دسوں پاک صاف نہیں ہوئے پھر وہ نو کہاں۔ آپ نے اپنے ذاتی تجربے اور روحانی جوش سے ایسی کسریں بیان کیں۔ جو کہ واقعی ہم میں خودغرضی اور لالچ کے باعث پائی جاتی ہیں۔

۲۹ تاریخ کو جناب پادری وزیر چند صاحب بی۔ اے پاسبان کلیسیا شہر لائلپور نے نئے زمانے کی تحریک کے وعدے یاد دلائے۔ آپ نے ایسے روحانی جوش و خروش اور لب و لہجہ سے مضمون کو ادا کیا کہ وعدہ شدہ اصحاب نے پھر اقرار کیا کہ ہم خدا اور آپ لوگوں کے سامنے آج ہی سے دینے کا وعدہ کرتے تھے۔ اور ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے۔

۲۹ تا ۳۰ پادری ای ای کیمبل صاحب بہادر پرنسپل کرسچن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سیالکوٹ

بار دیگر قیام پذیر رہے۔ آپ کے مضمون خاصکر دیہاتی مدرسوں کے لئے مفید ثابت ہوئے۔ نہ صرف مدرسوں کے لئے بلکہ ہر ایک سکھانے والے کے لئے یہ طریقے موزوں ہیں۔

مضمون (۱) ہم کس طریقے سے اپنے سکول میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں

(۲) مشن سکول کھولنے کا وقت۔

دوسرے اتوار صبح یعنی ۳۱ مئی کو عشاء ربانی کی پاک رسم ادا کی گئی۔ جس میں ہمارے تمام دیہاتی ورکرس اور دیگر کلیسیا کے شرکا بھی مسیح کے دکھوں اور موت کی یادگار میں شریک ہوئے۔

خدا باپ کا شکر ہے کہ ایام سمر اسکول صحیح وسلامتی سے بسر ہوئے۔

یکم جون کو الوداعی جلسہ ہوا جس میں خاصکر مسیحی بہنوں کو مس جنگ وارڈ اور مس گورڈن صاحبہ کی طرف سے کثیر التعداد رقوم انعام میں تقسیم ہوئی۔ جو ہر دو مس صاحبہ کی دلچسپی کا اظہار کرتی تھیں۔

ایس۔ ایل گھٹیالوی۔

اشتہار ۲/۴

پنجاب سنڈے سکول یونین کا امتحان ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء کو ہوگا۔ سوالات چھ ماہ کے امریکن اسباق پر پوچھے جائینگے۔ یعنے جنوری ۱۹۲۵ء تک۔ یونین کا مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے جملہ سنڈے سکول اس امتحان میں شامل ہوں۔ کامیاب طلبا کو خوبصورت سندیں عطا کی جائینگی اور جو طلبا اول ہوں ان کو میڈل اور نئے عہدنامے اور بائیبلیں انعام دی جائینگی قوانین امتحان اور پرچہ سوالات کے لئے مشتہر کو فوراً رقم کیجئے۔

مسٹر فضل الٰہی بی۔ اے سکرٹری امتحان

مشن سکول جہلم۔

اشتہار کتب

آرام کا دن۔ ساتویں دن آرام کرنے کی ضرورت، اور دنیا کے مختلف ممالک کے ممتاز لوگوں کی اس بارہ میں آراء اور اتوار کے دن کے تعطیل کا دن بننے کی تاریخ۔ بہت اچھی واقفیت و معلومات سے پر کتاب ہے صفحہ ۳۲ ۳ پائی۔

آسمان کی بادشاہت۔ آسمان کی بادشاہت سے کیا مراد ہے اور وہ کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ بادشاہ کے آنے۔ عدالت کرنے اور اپنے لوگوں کو بادشاہت میں داخل کرنے کا بیان۔ صفحہ ۵۰ ۲/

اثبات ناطق۔ بائبل کی صداقت کے ثبوت معجزات و پیشینگوئی۔ بائبل کی شہادت اپنے حق میں۔ مسیح کا ذکر عہد قدیم میں مسیح کی شخصیت۔ الٰہی انسان مسیح ہمارا اُستاد۔ مسیح کی تعلیم بالکل نئی ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر پیٹرسن صاحب کی انگریزی کتاب کا ملخص ہے۔ صفحہ ۶۴ - ۱/

اشمار شیریں۔ یہ ایک عربی زبان کے ناول کا ترجمہ ہے۔ جس میں مسیحیت اور اسلام کے درمیان نہایت نرم اور خوشگوار لہجہ اور طرز بیان میں مقابلہ مندرج ہے۔ ساتھ ہی ساتھ چند ایک مسیحیوں کے صبر و برداشت کی داستان ناول سے بڑھ کر لطف دیتی ہے صفحہ ۲۷۱ - ۴/

الطریقت۔ از پادری جے ٹیکل صاحب اہل اسلام کے صوفی طریقہ کا مسیحی تصوف سے مقابلہ۔ امام غزالی مولینا روم شیخ سعدی وغیرہ مسلم صوفیوں کے حالات اور مسیح و مسیحی دین کے حق میں آپکی تصانیف۔ اس کتاب میں لائق مصنف نے ثابت کیا ہے کہ حقیقی صوفی مذہب صرف مسیحیت ہے اور بس۔ صفحہ ۹۴ - ۴/ قیمت

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

بوئنگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُن کی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام کے چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی الماری بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حجر کشا ۱عہ سے ۹ تک کرگر قول عہ سے وعہ تک۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر سکول ہذا سے دریافت کر سکتے ہیں۔

برنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل برنگ ہائی سکول۔ بٹالہ

ضلع گورداسپور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا نچند صاحب پرنٹر چھپا۔